اسرار احمد شر
ریسرچ اسکالر، شاہ عبداللطیف یونیورسٹی، خیرپور

تکریم انسانیت قرآن کی نظر میں

Abstract:

Allah has made human a vicegerent on earth. Allah favored him by giving him superiority over other creatures though he was created by congealed blood. Mens greatness and respect lies only in true obedience of Allah almighty and if he fails to do so then his rank is blown down as dust.

There are three main objects found in human body (1) Aql, (2) Heart and (3) Nafs. They give superiority to him over other creatures.

Heart is a place to attain Allah's love and nearness. Nafs retreats him from the true love of Allah. As far as aqal or intellect is concerned, it differentiates between good and evil. This combination is not found in any other creation.

In the human history Allah has shown the universe, the power of man in such a way that everyone is astonished and shocked. Everything came under his control. Peak of every mountain came under his feet. Birds are stunt to hear his melodious voice. His beauty is unmatchable to any star, moon and galaxy. In front of his unshakable will rivers are bound to pave their way for him. In front of his piety angels feel proud to bow, down their heads. Fire turns cool in front of his staunch belief. This all is only because of his un shatter goal which even leads him to sacrifice his life for Allah.

Allah made him khalifa which demands him to obey Him alone. And when man starts obeying his Lord with his complete zeal, then he is bestowed with especial qualities and power which enables him to shatter the mountains into pieces. Angels and giants are ready to obey him. Set sun comes out of its dusk .Moon splits into pieces. Blinds are given light and leaper is cured and even life is given to death. All this happened only due to his total surrender and submission to the will of his merciful and beneficent Lord. This is the reality of his great excellence which will last till the last Day of Judgment.

کلیدی الفاظ

قرآن، تکریم، انسانیت، خلقت، صلصال، تخلیق، فخار، حما، مسنون

مقدمہ

آدمیت کو شرف مقام محض فضل جلیل ہے اس میں اس کا کوئی ذاتی کمال نہیں ہے۔ جیسے فرشتوں کی خلقت نور سے ہے اور انسان کی تخلیق بو دار چپکی مٹی سے ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسانَ مِنْ صَلْصالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ.(1) اور بلاشبہ ہم نے پیدا کیا انسان کو کھنکھاتی ہوئی مٹی سے جو پہلے سیاہ بو دار گارہ تھا۔(2)

اس آیت کی تفسیر میں پیر کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں:

انسان ابو بشر (آدم) کی تخلیق ایسی بجنے والی مٹی سے ہوئی جو پہلے بد بو دار، سیاہی مائل کیچڑ تھا اس سے اس کالبید تیار ہوا۔ پھر اس میں اللہ تعالیٰ نے خاص روح پھونکی، اس روح کی وجہ سے اس کے سر پر خلافت عرضی کا تاج رکھا گیا، اسی وجہ سے انسان مسجود ملائک بنا۔ انسانی تخلیق کے بارے میں قرآن کا یہی نظریہ ہے، اسی پر ہمارا ایمان ہے۔

آیت میں چند الفاظ تحقیق طلب ہیں:

1: صلصال: اس خشک شدہ کیچڑ کو کہتے ہیں جس سے اگر انگلی سے ٹکرایا جائے تو بجنے لگی۔

2: حما: اس مٹی کو کہتے ہیں جو کافی دیر پانی میں رہنے کی وجہ سے سیاہ ہو گئی ہو۔

3: مسنون: اس کی معنیٰ بد بو دار بھی ہے اور قالب میں ڈھلا ہوا بھی ہے۔ یہاں دونوں معنیٰ مراد لی جا سکتی ہیں۔ علماء لغت نے لکھا ہے کہ مختلف حالتوں میں مٹی کے مختلف نام ہیں۔

پانی میں بھگونے سے پہلے اسے تراب کہتے ہیں، پانی میں بھیگ جائے تو اسے طین (کیچڑ) کہتے ہیں۔ اور جب کافی عرصہ پانی میں بھیگی رہے، یہاں تک کہ اس کی رنگت سیاہ ہو جائے تو اسے حماء کہتے ہیں۔ اور جب اس میں بو پیدا ہو جائے یا اسے کوئی صورت دی جائے تو اسے مسنون کہتے ہیں۔ اور جب وہ خشک ہو جائے تو اسے صلصال کہتے ہیں اور جب اسے آگ میں پکا لیا جائے تو اسے فخار کہتے ہیں۔(3)

اسی آیت کی تفسیر میں صاحب معارف القرآن لکھتے ہیں:

انسان کی پیدائش میں اگرچہ غالب عنصر مٹی کا ہے، اور اسی لئے قرآن عزیز میں انسان کی پیدائش کو مٹی کی طرف منسوب کیا گیا ہے لیکن درحقیقت وہ دس (10) چیزوں کا جامع ہے، جن میں پانچ عالم خلق کی اور پانچ عالم امر کی۔ عالم خلق کے چار عنصر: آگ، پانی، مٹی، ہوا اور پانچواں ان چاروں سے پیدا ہونے والا بخار لطیف جس کو روح سفلی یا نفس کہا جاتا ہے۔ اور عالم امر کی پانچ (5) چیزیں یہ ہیں: قلب، روح، سر، خفی اور اخفیٰ ۔ اسی جامعیت کے سبب انسان خلافت الٰہیہ کا مستحق بنا اور نور معرفت اور نعرہ عشق و محبت کا متحمل ہوا۔(4)

قرآن کریم میں شرف انسانی وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے تخلیق آدم کے وقت اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ اور اس طرح نسل آدم کو تمام مخلوق پر فضیلت عطا کی گئی۔

انسان کی تخلیق سے پہلے اللہ تبارک و تعالیٰ نے جنات و فرشتے پیدا کئے تھے مگر ان میں وہ جوہر نہ تھا جس کی خالق کائنات کو اقتضاء تھی۔ بالآخر باری تعالیٰ نے فرشتوں میں اعلان فرمایا:

وَ إِذْ قالَ رَبُّكَ لِلْمَلائِكَةِ إِنِّي جاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً(5) اور (وہ وقت یاد کریں) جب آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔(6)

مقصود (انی جاعل فی الارض خلیفۃ) کی خبر دینے سے اللہ تعالیٰ کا فرشتوں سے مشورہ کرنا نہیں تھا اور نہ ہی اس کی ضرورت تھی بلکہ اس بارے میں فرشتوں کی رائے معلوم کرنا تھا۔ اور نیابت الٰہی کا منشاء یہ تھا کہ باری تعالیٰ کے احکام شرعیہ کا اجراء و نفاذ دنیا میں کیا جاسکے۔ فرشتوں کے جواب کا ماحاصل آدم علیہ السلام پر اعتراض یا ان کی غیبت کرنا اور اپنا استحقاق جتلانا نہیں تھا جو ان کی شان تقدس کے خلاف ہو، بلکہ حضرت آدم کی ترکیبی مادہ پر نظر کر کے یا قوم جنات کے پیش آمدہ تجربے کی بنیاد پر قیاس کر کے یہ عرض کرنا چاہا کہ اولاد آدم میں اچھے برے سب طرح کے ہوں گے، ممکن ہے ان سے غرض پوری طرح حاصل نہ ہو تو ہمیں حکم دیجئے کہ حضور اقبال سے سب لپٹ کر اس خدمت کو سرانجام دے دیں۔ غرض کہ محض اظہار نیاز مندی مقصد تھا۔(7)

صاحب تفسیر فی ظلال القرآن لکھتے ہیں۔

"جب ہم نے حکم دیا فرشتوں کو سجدہ کرو تو آدم کو سب سجدے میں گر پڑے اور یہ انسانی عزت افزائی کا بلند ترین مقام ہے اور یہ تکریم اور فرشتوں پر اس قدر برتری انسانوں کو اس لئے عطا کی گئی ہے کہ سینہ

انسان نور معرفت سے روشن ہے اور اسے ارادہ و اختیار دیا گیا ہے کہ وہ خیر و شر میں جس راستہ کا چاہے انتخاب کرے اور اپنی جدوجہد و کوششوں سے اللہ رب العزت کے بارِ امانت کو سنبھالے اور ہدایت الٰہی کو اپنے اختیار اور اپنی منشاء سے اپنائے۔"

اسلام کی نظر میں انسان اس سرزمین کا سردار ہے اسی کے لئے یہ سب کچھ پیدا کیا گیا ہے وہ مشرف و مکرم ہے اور اسے ہر مادی شے پر برتری اور تفوق حاصل ہے۔ کسی مادی شے کے لئے اسے اس کے مقام سے نہیں گرایا جاسکتا۔ اس کے انسانی خصائص پر زیادتی نہیں کی جاسکتی اور مادی پیداوار اور مادی ارتقاء اور مادی اشیاء کی فراوانی کی خاطر انسان کی اہمیت میں کمی نہیں کی جاسکتی۔ کیوں کہ تمام مادی اشیاء انسان ہی کے لئے ہیں اور اس لئے کہ اس کے انسانی وجود کی تکمیل کریں اسی لئے کسی بھی طرح درست نہیں ہو سکتا کہ مادی اشیاء کی خاطر انسان کی اہمیت کم کردی جائے اور اس کے خصائص کچل دیے جائیں۔

یہ بات بھی اہم ہے کہ اس سرزمین میں انسان کے کردار کو اولین حیثیت حاصل ہے وہ زمین میں تغیر و تبدل کرتا ہے اور تصرفات کرتا ہے، ذرائع پیداوار اور تقسیم پیداوار کو انسان پر ترجیح نہیں دی جاسکتی۔ جیسا کہ جدید مادی مکاتب فکر ان مادی امور کو انسان کے اوپر ترجیح دیتے اور انسان کو ذلیل و حقیر کرکے پیٹ کا بندہ اور مشین کا غلام بنادیتے ہیں۔

قرآنی نقطہ نظر کے مطابق انسان زمین میں خدا کا نائب ہے، نظام کائنات میں اس کی اہمیت و حیثیت بلند و بالا ہے۔ آسمان ہوائیں اور بارشیں اور شمس و قمر اس کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں، ذرا اس بلند مقام کو اس حیثیت سے مقابلہ کرکے دیکھئے جو مادیت نے انسان کی مقرر کی ہے۔

مادی نقطہ نظر ہو یا اسلامی دونوں ہی انسانی زندگی پر بڑے گہرے اور دوررس اثرات مرتب کرتے ہیں۔ مادی دنیا میں انسان کو جس طرح ذلیل ورسوا کرتے صرف اسے پیداواری ذریعہ بنالیا گیا ہے، یہ مادی نقطہ نظر ہی کا نتیجہ ہے۔ اسی طرح اسلام کے بلند نقطہ نظر سے اعلیٰ اقدار اور اخلاقی فضائل ابھرتے ہیں اور انسانی زندگی میں ایمان، صلاح اور اخلاص کی قدریں فروغ پاتی ہیں کیوں کہ انہی قدروں پر انسان کا منصب خلافت قائم ہوتا ہے۔ اور یہ قدرے تمام مادی اقدار سے کہیں زیادہ و اعلیٰ و ارفع ہے۔ بلاشبہ خلافت کے مفہوم میں

مادی اقدار بھی شامل ہیں مگر وہ اقدار عالیہ کے طابع اور ماتحت ہیں، اس حیثیت میں نہیں کہ مادیت اسے پیش کرتی۔

اسلامی تصور سے ایک بات یہ بھی سمجھ میں آتی ہے کہ اسلام نے انسانی ارادہ کو بہت اہمیت دی ہے اور ارادہ کو اللہ سبحانہ سے عہد انسان کو مقلف ہونے اور اسے جزاء وسزا ملنے میں بنیاد قرار دیا گیاہے۔انسان کی یہ اختیاری شان اس کا مرتبہ فرشتوں سے بھی بلند کردیتی ہے کیوں کہ وہ اپنی قوت ارادی سے اپنے عہد کی پابندی کرتاہے۔اور شہوتوں کے سامنے نہیں جھکتا اور گمراہی پر غلبہ پالیتاہے۔جیسا کہ اس سے یہ قوۃ بھی حاصل ہے کہ وہ اپنی خواہشات کی پوجائی کرکے ہدایت پر گمراہی کو ترجیح دے دے اور اس عہد کو فراموش کردے جو اس نے اپنے مولا سے کیاہے یہ قوت ارادی جہان انسان کی عزت افزائی ہے وہاں یہ ایسا دوراہا بھی ہے جہاں سے سعادت وشقاوت رفعت وتنزل اور انسانیت کا مقام بلند اور حیوانیت کا ارذل ترین مقام دونوں راہیں پھوٹ نکلتی ہیں۔(8)اسی آیت کی تفسیر میں روح البیان کے مفسر اس طرح لکھتے ہیں:

"بے شک انسان مختلف عناصر سے مرکب ہے اس کی صورت کا تعلق عالم محسوس سے ہے اور اس کی روح کا تعلق عالم غیب ملکوتی ہے۔صورت وروح کے علاوہ ایک پوشیدہ قوت ہے جو انوار ربانی کے فیض کے قبول کرنے کی استعداد رکھتی ہے۔اچھی تربیت سے وہ عالم محسوس سے عالم غیب تک رسائی حاصل کرسکتاہے اور رسالت مآب کی پیروی سے اس پر عالم جبروت وعظمت کی راہیں کھلتی ہیں۔اور الٰہی نور جو اس اطاعت و پیروی کی برکت سے اسے حاصل ہوتاہے وہ جمال وجلال کے انوار وتجلیات کا مشاہدہ کرتاہے۔"(9)

انسان کی تکریم کے متعلق اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلَقَدْكَرَّمْنابَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّوَالْبَحْرِوَرَزَقْناهُمْ مِنَ الطَّيِّباتِ وَفَضَّلْناهُمْ عَلىكَثِيرٍمِمَّنْ خَلَقْناتَفْضِيلاً.(10)اور بے شک ہم نے بڑی عزت بخشی اولاد آدم کو اور ہم نے سوار کیا اس کو مختلف سواریوں پر خشکی میں اور سمندر میں اور رزق دیا انہیں پاکیزہ چیزوں سے، اور ہم نے فضیلت دی انہیں بہت سی چیزوں پر، جن کو ہم نے پیدا فرمایا، نمایاں فضیلت۔(11)

اس آیت کریمہ میں جو لفظ کرمنا آیا ہوا ہے اس کی مصدر تکریم ہے۔اور اس کا مادہ کرم ہے۔

امام راغب اصفہانی نے مفردات میں کرامت کے معنٰی کے بارے میں یوں لکھا ہے:کرم خداوند متعال کے لئے وصف کے طور آئے تو اس کی بندوں پر ظاہر ہونے والی نعمتوں اور احسان کا اسم ہوگا

۔جیسے (ان ربی غنی کریم) اور جب کسی انسان کے وصف کے طور پر ذکر ہو تو اس کے اچھے اخلاق وافعال کے معنیٰ میں ہو گا۔(12)

حضرت آیت اللہ جوادی آملی کرامت و تکریم و تفضیل کو انسان کی تکریم کا مظہر سمجھتے ہیں۔ اور اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"البتہ اس فرق کے ساتھ کہ آیت کا صدر (ولقد کرمنا بنی آدم) انسان کی کرامت نفس کے بارے میں ہے اور آیت کا آخری حصہ (فضلنٰھم علیٰ کثیر ممن خلقنا) کرامت سببی کے بارے میں ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ اس آیت میں کرامت سے مراد مقام انسانی ہے نہ کہ انسانی افراد۔ اور یہ مقام انسانیت ہے جسے فرشتوں سے بالاتر قرار دیا گیا۔ یہی وہ شرف تھا کہ انسان کو روح الٰہی کہا گیا اور مسجود ملائکہ قرار دیا گیا اور خالق ہستی نے اس کی تخلیق کے وقت احسن الخالقین کہا۔ انسان کی کرامت نسبی وبلندی اور تخلیق و تکوین کے تناظر میں ہے اور وصف کرامت کی وجہ سے انسان کی مدح در حقیقت خداوند کریم کی مدح و ثناء ہے۔ کیوں کہ فضل الٰہی کے نتیجے میں انسان کو تمام مخلوقات پر برتری وفضیلت دی گئی ہے دوسری طرف انسان کو جو قرب حق ومنزل کی سیر و سرور کرتا ہے اس کی کرامت اکتسابی ہیں۔ اور اس کرامت کی وجہ سے اس کی تعریف افعال اختیاری کے سبب سے ہے۔ کہ انسان اپنے اختیاری افعال سے ان کرامت کو منصہ شہود پر لا سکتا ہے اور فرشتوں سے بالاتر ہو سکتا ہے۔"(13)

اس آیت کی تفسیر میں صاحب تفسیر صافی نے لکھا ہے: "انسان کو دوسری مخلوقات سے فضیلت اس طرح دی گئی کہ انسان میں عقل ہے اور اس کو بولنے کی صلاحیت دی گئی ہے اور اس کو اچھی صورت دی گئی ہے اور اس کا قد درمیانہ کیا گیا ہے۔ معاش اور معاد کی تدبیر دی گئی ہے۔ زمین میں جو کچھ ہے انسان کو تسلط کرنے کا اختیار دیا گیا ہے اور تمام جاندار کو انسان کا مطیع بنایا گیا ہے اور تعمیراتی کام میں بھی انسان کو صلاحیت دی گئی ہے۔(14) انسان وقت گزرنے کے ساتھ اپنے رہنے سہنے میں موجودہ وقت کے مطابق تعمیرات کرتا ہے۔ لہٰذا مشکواۃ شریف کی ایک حدیث میں ہے: خلق اللہ آدم علیٰ صورتہ۔"(15) یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر بنایا۔ اسی آیت کے تفسیر میں صاحب احسن البیان لکھتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ نے انسان کو دوسرے مخلوق سے بہتر بنانے کے لئے 12 نعمتوں سے نوازا ہے۔

1: حضور ﷺ کا ان میں سے مبعوث ہونا۔

2: حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی قدرت ہاتھ سے پیدا فرمانا۔

3: دنیا و آخرت کی تدبیر کی تعلیم دینا۔

4: چہرہ اور اس کی خوبصورتی عطا کی۔

5: مردوں کو چہرہ پر داڑھی اور عورتوں کو بڑے بال سے نوازا۔

6: ایک کو حاکم دوسروں کو محکوم بنایا۔ نظام کو درست رکھنے کے لئے راستے سمجھائے۔

7: عقل کی دولت سے نوازا۔

8: خوبصورت قد و قامت بر قرار رکھا۔

9: لذیذ پسندیدہ طعام کھلائے۔

10: ہاتھ سے کھانا سکھایا۔

11: بات چیت کرنے کے لئے ایک دوسرے کو مدعی اور مقصد سمجھانے کی نعمت عطا فرمائی۔

12: نبوت اور ولایت ملنے سے ان کا مقام اوپر کیا۔(16)

اسی آیت کی تفسیر میں صاحب ظلال القرآن لکھتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہت سی دیگر مخلوق پر فضیلت و تکریم بخشی ہے اس کو ساری مخلوق سے بہتر ڈیل ڈول اور جسم و جاں بخشا ہے۔ اس کو مٹی اور اپنے خاص روح کا مجموعہ بنایا ہے، اس میں ایسی استعداد پیدا کی جس کے باعث وہ خلافت ارضی کا حقدار بنا۔

اور زمین میں کمی بیشی کرتا ہے اپنے آزاد ارادے اور خداداد قوتوں کے ساتھ عجیب و غریب ایجادات کرتا ہے، اس کی زینت و رونق میں اضافہ کرتا ہے اور اگر بد بختی پر اتر آئے تو کائنات کو آگ اور خون کی کھیل میں بھی مبتلا کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کائنات کی بہت سی قوتیں انسان کے طابع کی ہیں جن کو کام میں لا کر وہ زمان و مکان کے فاصلے کم کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے ملائکہ سے انسان کو سجدہ کروا کر اسے تمام مخلوق کا سردار بنایا اور اس کی تکریم کا اعلان اپنے آخری دائمی موجز کتاب میں فرما کر انسان کے لئے فخر و مباہات کا موقعہ فراہم کیا۔ اللہ تعالیٰ نے جب انسان کو بلند مقام بخشا ہے تو اس کو اپنی ذمہ داری کا احساس کرنا ضروری ہے۔ یہ وہ پہلی چیز ہے جس کے سبب

سے اس کو یہ عزت و تکریم ملی ہے، اختیار کی آزادی اور انفرادی ذمہ داری یہ وہ دو چیزیں ہیں جو اسے خلافت فی الارض کا حقدار بناتی ہے۔ پس یہ عین عدل و انصاف کا تقاضا ہے کہ اس کو دار الجزاء اور دار الحساب میں ان ذمہ داریوں کے بارے میں پوچھا جائے اور نیک و بد، جزا و سزا کا مستوجب گردانا جائے۔(17)

تفسیر معارف القرآن میں لکھا ہے کہ: اولاد آدم کی اکثر مخلوقات پر فوقیت اور افضلیت کا ذکر ہے، اول یہ کہ افضلیت کن صفات و کن وجوہ کی بنیاد پر ہے، دوسری یہ کہ اس میں افضلیت اکثر مخلوقات پر دینا بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو مختلف حیثیات سے ایسی خصوصیات عطا فرمائی ہیں جو دوسری مخلوقات میں نہیں۔ مثلاً حسن صورت، اعتدال جسم، اعتدال مزاج، اعتدال قد و قامت۔ جو انسان کو عطا ہوا ہے کسی دوسرے حیوان میں نہیں۔

انسان اپنے کھانے کی چیزوں کو لذیذ اور مفید بنانے کا کام کرتا ہے باقی سب جانور چیز کھاتے ہیں کوئی کچا گوشت کھاتا ہے، کوئی گھاس، کوئی پھل وغیرہ، بہر حال سب مفردات کھاتے ہیں، انسان ہی اپنی غذاء کے لئے ان سب چیزوں کے مرکبات تیار کرتا ہے۔ اور سب سے بڑی فضیلت عقل و شعور کی ہے جس سے وہ اپنے خالق و مالک کو پہنچانے اور اس کی مرضی اور نامرضی کو معلوم کر کے مرضیات کا اتباع کرے نامرضیات سے پرہیز کرے اور عقل و شعور کے اعتبار سے مخلوقات کی تقسیم اس طرح سے ہے کہ عام جانوروں میں شہوات اور خواہشات ہیں عقل و شعور نہیں۔ فرشتوں میں عقل و شعور ہے شہوت و خواہشات نہیں۔

انسان میں یہ دونوں چیزیں جمع ہیں۔ اسی وجہ سے جب وہ شہوات و خواہشات کو عقل و شعور کے ذریعے مغلوب کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کی ناپسندیدہ چیزوں سے اپنے آپ کو بچالیتا ہے۔ تو اس کا مقام بہت ہی فرشتوں سے اونچا ہو جاتا ہے۔(18)

تکریم انسانیت کے متعلق اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يَاأَيُّهَاالنَّاسُ إِنَّاخَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍوَأُنْثَىٰوَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوباًوَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّأَكْرَمَكُمْ عِنْدَاللَّهِ أَتْقَاكُم۔(19) اے لوگو! ہم نے تمہیں مرد و عورت سے پیدا فرمایا۔ اور ہم نے تمہیں (بڑے بڑے) قوموں اور قبیلوں میں (تقسیم) کیا۔ تاکہ تم ایک دوسرے کو پہنچان سکو۔ بے شک اللہ کے نزدیک تم میں باعزت وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہو۔ بے شک اللہ خوب جاننے والا خبر رکھنے والا ہے۔(20)

اس طرح اسلام نے تمام قسم کے امتیازات اور ذات پات، رنگ و نسل، جنس و زبان، حسب و نسب، مال و دولت پر مبنی تعصبات کو جڑ سے اکھاڑ دیا ہے۔ اور تاریخ میں پہلی مرتبہ تمام انسانوں کو ایک دوسرے کے ہم پلہ قرار دیا۔ خواہ وہ امیر ہو یا غریب، سفید ہو یا سیاہ، مشرق میں ہو یا مغرب، مرد ہو یا عورت، اور چاہے وہ کسی بھی لسانی یا جغرافیہ علاقے سے تعلق رکھتے ہو، انسانی مساوات کی اس سے بڑی مثال کیا ہو سکتی ہے، دنیا کے مختلف ممالک، رنگ و نسل سے تعلق رکھنے والے ہر سال مکۃ المکرمہ میں ایک ہی لباس میں ملبوس ہو کر حج ادا کرتے ہوئے عظمت خدائی کا ثبوت دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ انسانیت کی عظمت کے متعلق حجۃ الوداع کے موقع پر حضور علیہ الصلوات والسلام نے ارشاد فرمایایاایھاالناس الاان ربکم واحدفاباکم واحداالالافضل لعربی لعجمی ولاعجمی علیٰ عربی ولااحمر علیٰ اسودولااسودعلیٰ احمر اِلاباالتقویٰ۔(21) اے لوگو! خبر دار ہو جاؤ کہ تمہارا رب ایک ہی ہے۔ اور بے شک تمہارا باپ آدم علیہ السلام ایک ہے کسی عربی کو غیر عربی پر اور کسی عجمی کو غیر عجمی پر کوئی فضیلت نہیں۔ اور نہ کسی سفید کو سیاہ پر اور نہ کسی سیاہ کو سفید پر فضیلت ہے سوائے تقویٰ کے۔

حضور ﷺ کا حجۃ الوداع کے موقع پر جو ایک جامع خطبہ تھا اس میں بہت ساری باتوں کا تذکرہ تھا۔ اس میں عظمت انسان کے اوپر بھی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اور آپ کے اس ارشاد عالیشان کو دیکھتے ہوئے انسانیت کی تقدیس ثابت ہو جاتی ہے۔

حالانکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے کم و بیش 18 ہزار مخلوق پیدا فرمائی۔ یہ تخلیق صرف انسانیت کے لئے ہے اور دوسری کسی مخلوق کو حاصل نہیں۔ پھر اسی انسان کی عظمت اور بلندی کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا؛

مَنْ قَتَلَ نَفْساًبِغَيْرِنَفْسٍ أَوْفَسادٍفِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّماقَتَلَ النَّاسَ جَمِيعاًوَمَنْ أَحْياهافَكَأَنَّماأَحْيَاالنَّاسَ جَمِيعاً.(22) جس نے کسی شخص کو بغیر قصاص کے یا زمین میں فساد انگیزی (کی سزا) کے بغیر (ناحق) قتل کر دیا تو گویا اس نے معاشرے کے تمام لوگوں کو قتل کر ڈالا اور جس نے اس کو (ناحق) مرنے سے بچا کر زندہ رکھا گویا اس نے معاشرے کے تمام لوگوں کو زندہ رکھا۔(23)

یعنی عند اللہ انسان کی بڑی تکریم ہے اگر ایک انسان کو بغیر کسی وجہ کے قتل کیا گیا گویا پوری انسانیت کا قتل ہوا۔ اور یہ فعل قبیح ہے۔ جبکہ آیت دوسرے جزو میں یہ فرمایا گیا کہ جس نے ایک انسان کو بچا لیا تو اس نے تمام انسانیت کو زندہ رکھ لیا۔ اور جس نے ساری انسانیت کو زندہ رکھا اس نے انسانیت کی تکریم کی۔

احترام آدمیت اور نوع بشری کے برابر مساوات کے نظام کی بنیاد ڈالنے کے بعد اسلام نے اگلے قدم کے طور پر عالم انسانیت کو مذہبی اخلاقی، معاشی، معاشرتی اور سیاسی شعبہ ہائے زندگی میں بے شمار حقوق عطا کئے ہیں۔ انسانی حقوق اور آزادیوں کے بارے میں اسلام کا تصور آفاقی اور یکساں نوعیت کا ہے، جو زماں و مکان کی تاریخی اور جغرافیائی کی حدود سے ماوریٰ ہے۔

اسلام میں حقوق انسانی کا منشور اس اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے جو تمام کائنات کا خدا ہے۔ اور اس نے یہ تصور اپنے آخری پیغام میں اپنے آخری نبی حضور اکرم ﷺ کی وساطت سے دیا ہے۔ اسلام کے تفویض کردہ حقوق اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے ایک انعام کے طور پر عطا کیے گئے ہیں۔ اور ان کے حصول میں انسانوں کی محنت اور کوششوں کا عمل دخل نہیں۔ دنیا کے قانون سازوں کی طرف سے دیے گئے حقوق کے برعکس یہ حقوق مستقل بالذات مقدس اور ناقابل تنسیخ ہیں ان کے پیچھے الٰہی منشاء اور ارادہ کارفرما ہے۔ اسی لئے انہیں کسی عذر کی بناء پر تبدیل، ترمیم یا معطل نہیں کیا جاسکتا۔

ایک حقیقی اسلامی ریاست میں ان حقوق سے تمام شہری مستفیض ہوسکیں گے اور کوئی ریاست یا فرد واحد ان کی خلاف ورزی نہیں کرسکتا اور نہ وہ قرآن و سنت کی طرف سے عطا کردہ بنیادی حقوق کو معطل یا کالعدم قرار دے سکتا ہے۔(24)

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ(25) بے شک ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے عقل و شکل کے اعتبار سے بہترین اعتدال پر۔(26)

ابن عربی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے انسان سے زیادہ خوبصورت کوئی چیز پیدا نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور ان عظیم صفات سے متصف فرمایا، زندہ ہونے والا، جاننے والا، قدرت رکھنے والا، ارادہ کرنے والا، بولنے والا، سننے والا، دیکھنے والا، تدبیر کرنے والا اور حکمت والا۔(27)

احسن تقویم سے مراد انسان کو معتدل اور سیدھی قامت میں پیدا کیا۔ کیوں کہ دوسرے حیوان جھکے ہوئے ہوتے ہیں، ان کا چہرہ بھی جھکا ہوتا ہے، اس کے برعکس انسان کی قدو قامت سیدھی ہوتی ہے وہ اپنے ہاتھوں سے کھانے کی چیز پکڑ کر منہ تک لے جاتا ہے، منہ کو کھانے کی طرف نہیں لے جاتا۔

محدثین کرام نے بیان کیا ہے کہ یہاں صورت بھی ایک صفت ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ صورت کے معروف معنی سے پاک ہے اور کوئی چیز اللہ کے مثل نہیں ہے۔ انسان عالم صغیر ہے۔ اور عالم کبیر کی ہر نشانی اس عالم صغیر میں موجود ہے۔(28)

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں: تقویم بروزن تفعیل اس کا ماخذ قوام اور قیام ہے۔ اور قوام اور قیام اس چیز کو کہتے ہیں جس سے کسی چیز کا ثبات اور کھڑا ہونا ہو۔ میں کہتا ہوں کہ قوام وہ چیز ہے جس سے کسی تحقیق یعنی حقیقت کی ساخت ہو، انسان کے اندر بیرون جہاں کی ساری چیزیں موجود ہیں اس میں عالم روح کے نازک حقائق بھی ہیں اور عالم خلق کے عناصر بھی اور نفس ناطقہ بھی اور عالم عناصر کی پیداوار ہے، اسی جامعیت کی وجہ سے اس میں یہ خصوصیات موجود ہیں۔ اس کے اندر ملکی صفات بھی ہیں اور درندوں کے اوصاف بھی ہیں اور چوپایوں کی کیفیات بھی ہیں اور شیطانی خبائث بھی ہیں۔

ان صفات کاملہ سے متصل جو الٰہی حیات علم قدرت، ارادہ، بینائی، کلام الغرض تمام صفات الوہیت کا پرتو ہیں۔ یہ نور عقل سے آراستہ ہے، یہ انوار ذاتی اور صفاتی کے قابل ہے اسی لئے اس کو خلافت عطا کی گئی۔ اسی لئے انی جاعل خلیفہ مقرر فرمایا۔

احسن تقویم کا ترجمہ احسن صورۃ سے بھی کیا جاسکتا ہے۔ کیوں کہ تقویم مصدر ہے جس کے معنی معتدل متوازن بنانا، جیسا کہ قومتہ میں نے اسے معتدل بنایا۔(29)

اللَّهُ الذی جَعَلَلَكُمُ الْأَرْضَ قَرارًاوَالسَّماءَبِناءًوَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّباتِ ذلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ فَتَبارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعالَمِين-(30) اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے انسان بنایا ہے تمہارے لئے زمین کو قیام کی جگہ اور آسمان کو چھت کی مانند اور تمہاری صورت گری کی اور حسین بنایا، تمہاری صورتوں کو اور کھانے کے لئے تمہیں پاکیزہ چیزیں عطا فرمائی، ایسی خوبیوں والا اللہ تعالیٰ تمہارا پروردگار ہے، بس بڑی برکتوں والا ہے، اللہ تعالیٰ جو ساری جہانوں کا رب ہے۔(31)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی قدرت عجیب دلائل پیش کئے گئے ہیں۔ جن میں قدرت کے ساتھ حکمت اور رحمت کی صفات کی جلوہ گری بھی نمایاں ہے، اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے زمین کو قرار گاہ بنایا، نہ وہ اتنی سخت ہے کہ تم اس پر چل ہی نہ سکو اور نہ آرام کر سکو اور نہ کھیتی باڑی کر سکو، اور نہ اتنی نرم ہے کہ قدم رکھو کہ اندر چلے جاؤ، ، تمہارے سروں پر خیمہ افلاک تان دیا گیا جو دیکھنے والے کو گنبد نما لگتا ہے، اس طرح ناگہانی آفت سے بچالیا گیا، جن کا تم کو گمان بھی نہ ہو گا اور طاقت بھی نہیں کہ خود بخود ان سے بچنے کی کوشش ہی کر سکو۔ زمین و آسمان کے درمیان ایسی بہترین زندگی بھی عطا کی اور زمین و آسمان کی رحمتوں و برکتوں سے نوازا اور انسان ہی ہے جو ان سے بہترین فائدہ اٹھا سکتا۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کے صورت کی تصویر کشی کی اور صورتوں کو بڑا حسین و جمیل بنایا۔ ہمارے ذہنوں میں حسن کا ایک محدود تصور ہے، ناک ایسی ہو، آنکھ ایسی ہو، کان یوں ہو، لیکن حقیقی دل کشی اور رعنائی تو یہ ہے کہ جس مقصد کے لئے اس کی تخلیق کی گئی ہے اس مقصد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اس کے پاس پوری سہولت موجود ہے۔(32)

اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے انعامات و رحمت کا ذکر فرمایا کہ زمین کا سکون بھی تمہارے لئے ورنہ زمین کا تو یہ حال تھا کہ اس میں رقت و لرزہ طاری تھی پھر اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کی میخوں سے اس ارض پاک کو سکون و سکوت بخشا اور یہ فقط انسان کے لئے تاکہ وہ اپنے رب کی خلافت بجا لا سکے۔ اور اس پر وہ کچھ کر کے دکھائے جنہیں دیکھ کر وہ ملائکہ جنہوں نے وقت خلقت اعتراض کیا تھا خود اپنے اعتراض کی تصحیح کر سکیں۔

اسی طرح آسمان میں چاند و تارے اور چمکتا سورج انسان کے لئے شب و روز میں روشنیاں اور سفر و تجارت میں آسانیاں پیدا کرنے والے ہیں۔ سردی میں آفتاب کی تپش سے فائدہ بھی اسی انسان کے لئے ہے، اسی طرح آسمان برسات برسنے سے استراحت کا باعث ہے۔

اس کے اپنے وجود کے لئے بھی اور کھیتی باڑی وغیرہ کے لئے بھی اور اس کے چوپایوں کے لئے بھی خوراک کا باعث ہے جن سے انسان اپنی غذاء حاصل کرتا ہے۔ پھر صورت کو بھی حسن بخشا اور یہاں زمین و آسمان کے ذکر کے بعد حسن انسان کا ذکر کر کے یہ واضح فرما دیا کہ زمین و آسمان میں اگر اللہ تعالیٰ کی سب سے خوبصورت مخلوق انسان ہی ہے جس قدر پر کشش انسان ہے کائنات میں دوسری کوئی ایسی خلقت نہیں۔ پھر فرمایا

ہمیں پاک رزق عطا فرمایا کہ تم اس کو کھاؤ اور پیؤ اور مقصد حیات کی تکمیل کے لئے طاقت حاصل کرو، دیگر مخلوقات یعنی حیوانات یا جنات کو دیکھا جائے تو ان کی خوراک میں وہ پاکیزگی نہیں، کیڑے مکوڑے، غلاظت، یہاں تک ہڈیاں، گوبر، کوئلہ وغیرہ بھی دیگر مخلوق کی خوراک ہیں۔ مگر اس بابرکت رب نے انسان کو رزق طیب عطا فرمایا، پھل، میوہ جات، سبزیاں، حلال گوشت وغیرہ اس کے علاوہ دودھ، شہد پھر ان سے تیار ہونے والی اشیاء الغرض منفرد کھانے پینے سے نوازا۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:فتبارک اللہ احسن الخالقین۔(33) پس بڑا بابرکت ہے اللہ جو سب سے بہتر بنانے والا ہے۔(34)

ماحصل

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کی تکمیل کے بعد اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ جب ایک حسین نے ایک حسین چہرہ بنایا تو اس وقت اللہ تبارک وتعالیٰ نے احسن کا لفظ استعمال فرمایا۔ عربی گرامر کے لحاظ سے احسن اسم تفضیل کا صیغہ ہے جس کا مطلب ہے کہ سب سے حسین۔ اور اس کے بعد کوئی حسین نہ رہے۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ احسن ہے، اور اس نے انسان کو بنایا تو اس کو احسن بنایا۔ یہی اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو تکریم سے نوازا اور اس کا مقام ومرتبہ بلند کیا۔

حوالہ جات

1. القرآن،15/26
2. پیر کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، سال اشاعت 2015ء، ج2، ص539
3. پیر کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن، ج2، ص540
4. عثمانی، محمد شفیع، تفسیر معارف القرآن، ادارۃ المعرفۃ کراچی، سال اشاعت شعبان 1397ھ، اگست 1977ء، ج5، ص287،
5. القرآن2/30
6. ڈاکٹر طاہر القادری، عرفان القرآن، منہاج القرآن پبلی کیشنز لاہور، اشاعت 2015ء، ج1، ص8
7. محمد نعیم دیوبندی، تفسیر کمالین، شرح اردو تفسیر جلالین، مکتبہ رحمانیہ، اقرا سینٹر، غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور(سن ندارد)، ج1، ص49
8. سید قطب شہید، تفسیر فی ظلال القرآن، ترجمہ مولانا ساجد الرحمٰن صدیقی کاندھلوی، ج1، ص49، اسلامی اکادمی 17، اردو بازار، لاہور، اگست 1989
9. شیخ اسماعیل حقی، روح البیان، دار احیاء التراب العربی، 1405، 1985ء، بیروت، ج1، ص97، 98
10. القرآن،17/70
11. پیر کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن، ج2، ص673

(12) راغب اصفہانی ابو القاسم حسین بن محمد بن فضل، المفردات فی القرآن، ص428

(13) کرامت در قرآن، آیت اللہ جوادی آملی، ص18، سورۃ الحجر آیت 29-

(14) محسن کاشانی، محمد بن المرتضیٰ، تفسیر الصافی، دار المکتبہ اسلامیہ ایران، 1419ھ، ج4، ص431

(15) مشکوٰۃ المصابیح، ابو محمد حسین بن مسعود، محی السنۃ فراء بغوی، مکتبہ رحمانیہ، ص411، حدیث4420

(16) مولانا محمد ادریس ڈاہری، احسن البیان فی تفسیر القرآن، ادارہ خدمۃ القران والسنۃ، شاہپور جہانیاں ضلع نواب شاہ، اشاعت 2006ء، ج5، ص535

(17) سید قطب، فی ظلال القرآن ج5۔ ص476

(18) عثمانی، تفسیر معارف القرآن، ج5، ص494

(19) القرآن 49/13

(20) طاہر القادری، عرفان القرآن، ج1، ص826

(21) احمد بن حنبل، المسند، مکتبہ اسلامیہ بیروت، 1398، بمطابق 1978، ج5، ص411، حدیث23536،

(21) القرآن،5/32

(22)طاہر القادری، عرفان القرآن، ج1، ص165،166

(23)طاہر القادری، اسلام میں حقوق انسانی،2004، منہاج القرآن پرنٹرز لاہور، ص36

(24)القرآن،95/4

(25) پیر کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن، ج5، ص6

(26)ابوعبداللہ بن محمد انصاری قرطبی، الجامع الاحکام القرآن، المجلد العاشر، مکتبہ دارالکتب المصریہ ، 28 جمادی الاولی 1383ھ، 2فروری1904ء، ص114

(27)سعیدی، علامہ غلام رسول، تبیان القرآن، مارچ2013ء، 1434ھ، ج12، ص889

(28) قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تفسیر مظہری، مترجمہ مولانا سید عبدالدائم جلالی، مطبعہ علی اعجاز پرنٹرز، (سن طباعت ندارد)، ج12، ص307،308،

(29)القرآن،40/64

(30) پیر کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن، ج4، ص318

(31) پیر کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن، ج4، ص318

(32)القرآن،23/14

(33) پیر کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن، ج3، ص247